عمدۃ القاری فی شرح صحیح البخاری

مولانا نور البشر صاحب استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

"وہ کتابیں اپنے آباء کی......" کے عنوان کے تحت اسلام کے مراجع و مصادر اور ماخذ میں سے کسی ایک کتاب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے، اس مرتبہ صحیح بخاری کی شہرۂ آفاق شرح "عمدۃ القاری" کا تعارف نذر قارئین ہے: (مدیر)

سہ ماہی "وفاق" کے پہلے شمارے میں حافظ الدنیا ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شرح "فتح الباری" کا مختصر تعارف پیش کیا گیا تھا، آج کی نشست میں مشہور حنفی عالم علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال شرح "عمدۃ القاری" کا تعارف پیش خدمت ہے۔

شیخ الاسلام قاضی القضاۃ، حافظ الدھر، فقیہ دوراں، علامہ حافظ بدرالدین محمود بن احمد بن موسیٰ العیتابی القاہری رحمۃ اللہ علیہ 762ھ میں "عین تاب" نامی جگہ میں پیدا ہوئے جو حلب سے تین مراحل پر واقع ہے، یہیں پلے بڑھے اور شیوخ سے استفادہ کیا۔

788ھ کے بعد علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ علامہ علاؤالدین علی بن احمد بن محمد السیرامی سے استفادے کی غرض سے قاہرہ تشریف لے گئے۔

قاہرہ میں انہوں نے مختلف مشائخ سے استفادہ کیا، البتہ حدیث میں خصوصی استفادہ حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ ہی سے کیا۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ حدیث، فقہ، تاریخ اور علوم عربیت میں "امام" تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو طلب کا جو ذوق و شوق عطا فرمایا تھا اس کے ذریعے انہوں نے خوب کام لیا، چنانچہ کسی بحث پر تمام پہلوؤں سے سیر حاصل بحث کرنے اور جامع انداز سے اس کو ضبط کرنے کا جو ملکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا تھا وہ ان کی کتابوں سے بالکل ظاہر ہے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ بھی حافظؒ کی طرح نہایت کثیر التالیف ہیں، ان تمام تالیفات میں "عمدۃ القاری" کو سب سے بڑا مقام حاصل ہے۔

علامہ عینی کی یہ شرح 25 جلدوں پر مشتمل ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہمہ جہتی تحقیق و تدقیق اور شرح و توضیح کے اعتبار سے یہ صحیح بخاری کی سب سے بڑی اور جامع ترین شرح ہے۔

اس عظیم الشان شرح کی تمام خصوصیات کا احاطہ تو بہت مشکل ہے تاہم یہاں اہم خصوصیات درج کی جاتی ہیں:

(1) سب سے پہلے "ترجمۃ الباب" کی لفظی تحلیل کرتے ہیں مثلاً یہ کہ "باب" کا لفظ منون اور بغیر اضافت کے ہے یا اضافت کے ساتھ بغیر تنوین کے ہے، پھر ترجمۃ الباب کی اعرابی کیفیت کا ذکر کرتے ہیں۔

(2) ہر ترجمۃ الباب پر یہ التزام کرتے ہیں کہ اس کی ماقبل کے باب کے ساتھ کیا مناسبت ہے، پھر اس مناسبت کو وضاحت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، اس ضمن میں بعض اوقات کئی کئی مناسبتیں بھی ذکر کرتے ہیں، اور پھر ان میں سے راجح وجہِ مناسبت متعین کرتے ہیں۔

(3) صحیح بخاری کی پوری حدیث سند و متن کے ساتھ ذکر کر کے اس کی تشریح و توضیح نہایت ہی مرتب انداز سے کرتے ہیں۔

(4) اس سلسلے میں سب سے پہلے "بیان رجالہ" کا عنوان قائم کر کے سند میں واقع تمام رواۃ حدیث کے نام و نسب، کنیت، شیوخ و تلامذہ اور

ان کی حیثیت کو نہایت جامع انداز سے ذکر کرتے ہیں۔ رواۃ پر کلام نقل کرتے ہوئے علامہ عینی بعض اوقات ایسے اقوال بھی نقل کرتے ہیں جو "تہذیب الکمال" جیسی وسیع وعریض کتاب میں بھی نہیں ملتے۔

(5) پھر رجالِ سند کی تحقیق کے ضمن میں ان کی نسبتوں پر سیر حاصل کلام کرتے ہیں، چنانچہ ان نسبتوں کو صحیح طور پر ضبط کرتے ہیں، قبائل کا تعارف کراتے ہیں، بسا اوقات وجہ تسمیہ ذکر کرتے ہیں، اس طرح کی بے شمار نادر قسم کی معلومات جمع کر دیتے ہیں۔

(6) پھر سند کے اندر کیا لطائف جمع ہیں، ان کی وضاحت کرتے ہیں کہ اس سند میں تحدیث ہے یا عنعنہ ہے، اس سند کے تمام راوی مثلاً بصری ہیں یا کوفی ہیں، اس سند میں روایۃ الآباء عن الأبناء کی صفت ہے، یا روایۃ الأکابر عن الأصاغر کی خصوصیت پائی جاتی ہے، یا اس سند کے تمام رواۃ جلیل القدر ائمہ ہیں وغیرہ وغیرہ، اس قسم کی بے شمار خصوصیات ذکر کرتے ہیں۔

(7) سند کی ہمہ جہتی تحقیق وتنقید کے بعد حدیث کی مکمل تخریج کرتے ہیں، اس سلسلے میں اس بات کا التزام کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے اطراف اپنی صحیح میں مزید کہاں کہاں نقل کیے ہیں۔ نیز یہ کہ دیگر محدثین میں سے کس کس نے اپنی کتب کے اندر اس کو نقل کیا ہے۔

اس ضمن میں بسا اوقات الفاظ کے فروق کا ذکر کرتے ہیں اور پھر ان کے فوائد بھی درج کرتے ہیں جو درحقیقت ان کی زبردست نکتہ رسی اور دقیقہ سنجی کی دلیل ہے۔

(8) متن کی تحقیق کے سلسلے میں سب سے پہلے "بیان اللغات" کا عنوان قائم کر کے حدیث کے ایک ایک مشکل اور غریب لفظ کی تحقیق و تدقیق اس طرح کرتے ہیں کہ ایک ایک لفظ کی تحقیق کے لیے ائمہ لغت کے بہتیرے اقوال اور ان کی کتابوں سے واضح نقول پیش کرتے ہیں، اس ضمن میں جابجا دیگر مصنفین و محققین کی لغزشوں اور کوتاہیوں کی مدلل نشاندہی بھی کرتے جاتے ہیں۔

(9) اس کے بعد حدیث کی اعرابی کیفیت سے اس طرح بحث کرتے ہیں کہ جملہ کی ترکیب و تحلیل کرتے ہوئے اس کی مختلف روایات کی نشان دہی کرتے ہیں، پھر ان روایات کی بنیاد پر ترکیب ذکر کرتے ہیں، اس ضمن میں مختلف شارحین کے اقوال ذکر کرتے اور ان میں اگر اختلاف ہو تو بہترین محاکمہ فرماتے ہیں۔

(10) اس کے بعد "بیان المعانی" کا عنوان قائم فرما کر حدیث کی تشریح وتوضیح کرتے ہیں، اس ضمن میں اس حدیث کے طرق کا استقصاء کرتے ہیں مختلف طرق میں مذکور الفاظ اور جملوں کی روشنی میں حدیث کے مفہوم کو واضح کرتے ہیں، عام طور پر اس عنوان کے تحت فقہاء کے اختلافات اور ان کے دلائل کو بھی ذکر فرماتے ہیں۔

(11) بعض اوقات اسی عنوان کے تحت یا "بیان البیان" کا مستقل عنوان قائم فرما کر حدیث کے اندر بلاغت یعنی معانی و بیان و بدیع کے نِکات کا اظہار فرماتے ہیں۔

(12) سندِ حدیث کی تحقیق کے ضمن میں بعض اوقات اصولِ حدیث کے مباحث کو نہایت نفاست اور وضاحت کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں۔

(13) آخر میں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ "بیان استنباط الاحکام" یا "بیان الفوائد" یا "الفوائد" کے عنوان سے حدیث شریف سے مستنبط احکام وفوائد کو نہایت دقیقہ رسی کے ساتھ ذکر فرماتے ہیں۔

(14) شرحِ حدیث کے ضمن میں جہاں کہیں کسی ادنیٰ مناسبت سے غیر متعلق مباحث مثلاً کلامی، تفسیری، نحوی، اصولی، منطقی یا ریاضی وغیرہ کے مباحث آجاتے ہیں تو ان کا اس طرح استیعاب کرتے ہیں کہ تشنگی باقی نہیں رہتی۔

(15) صحیح بخاری کی معلقات پر سیر حاصل کلام کرتے ہیں، کہ معلق احادیث کو آیا امام بخاری نے موصولاً نقل کیا ہے یا نہیں، اگر کیا ہو تو کن مقامات میں؟ اور اگر نہیں کیا تو دیگر محدثین نے کہاں تخریج کی ہے، تمام باتیں تفصیلاً ذکر کرتے ہیں۔

(16) جہاں کہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متابعات ذکر کرتے ہیں ان پر وضاحت کے ساتھ کلام فرماتے ہیں۔

(17) بعض اوقات "الأسئلة والأجوبة" کا عنوان قائم فرما کر محوث عنہ حدیث کے اندر اٹھنے والے اعتراضات کا شافی جواب دیتے ہیں۔

(18) شرح حدیث کے ضمن میں بعض اوقات حدیث کے اندر جو مبہم اسماء آجاتے ہیں ان کی تعیین وتوضیح کرتے ہیں۔

(19) حدیث میں مختلف اماکن وبلاد کے اسماء اگر وارد ہوں تو ان کی لفظی تحقیق کے ساتھ ساتھ جغرافیائی محل وقوع اور حد بندی بھی کرتے ہیں، عام طور پر اس کے لیے "بیان اسماء الاماکن" کا عنوان قائم فرماتے ہیں۔

(20) ایک "کتاب" کے اختتام کے بعد دوسری "کتاب" کی ابتدا کے موقع پر دونوں "کتابوں" کے درمیان ربط ومناسبت اور ان کی ترتیب کے مصالح کو ذکر فرماتے ہیں۔

جب حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح لکھنی شروع کی تو علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ایک شاگرد علامہ برہان بن خضر کے واسطے سے حافظ کی شرح کے کراسات مستعار لے کر مطالعہ کرنے لگے، اس کے بعد علامہ عینی کے دل میں شرح لکھنے کا داعیہ پیدا ہوا، اس طرح انہوں نے فتح الباری کے مکمل ہونے کے کوئی پانچ سال بعد سنہ 821ھ میں عمدۃ القاری کی تالیف شروع کی اور سنہ 847ھ میں یہ شرح اختتام پذیر ہوئی۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے فتح الباری کے علاوہ صحیح بخاری کی دیگر مطول شروح بھی تھیں اس لیے انہوں نے ان کتابوں سے بھرپور استفادہ کیا، بعض مقامات میں دونوں شرحوں کی عبارتیں یکساں ہو جاتی ہیں، جس سے بعض ناواقف یہ سمجھ لیتے ہیں کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظؒ سے عبارتیں نقل کی ہیں، جب کہ ایسا مراجع کے توافق کی وجہ سے ہوتا ہے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے متقدمین کی شروح سے فوائد ونکات کا خوب استقصاء کیا جتنا حافظ نے نہیں کیا، بعض حضرات نے حافظ سے جب پوچھا کہ کیا بات ہے آپ کی کتابوں میں وہ نکات اور نادر فوائد نہیں ہیں جو عینی کی شرح میں ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ تمام فوائد ونکات انہوں نے شیخ رکن الدین کی شرح سے لیے ہیں، چونکہ یہ شرح نامکمل تھی اس لیے میں نے اس کی طرف توجہ نہیں کی کیوں کہ اسی نہج پر شرح کی تکمیل مشکل ہو جاتی۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ عمدۃ القاری میں ایسے فوائد ونکات ایک مخصوص جگہ تک ہیں اس کے بعد ان کی شرح میں بھی اختصار ہے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح میں جابجا دوسرے مصنفین وشارحین کے ساتھ ساتھ خاص طور پر حافظ ابن حجر کی تحقیقات کا خوب تعقب کرتے ہیں اور عام طور "قال بعضهم" کے عنوان سے حافظ کی تحقیق ذکر کر کے اس پر رد کرتے ہیں۔

عمدۃ القاری کی تکمیل کے بعد حافظ رحمۃ اللہ علیہ تقریباً پانچ سال حیات رہے، اس عرصے میں انہوں نے "انتقاض الاعتراض" کے نام سے ایک رسالہ لکھنا شروع کیا جس میں انہوں نے بعض اعتراضات کے جواب لکھے اور بعض کے لیے بیاض چھوڑ دی، اسی حال میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا اور یہ رسالہ نامکمل رہا۔

علامہ عینی اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ کے آپس کے مناقشات پر ایک کتاب بنام "مبتكرات اللآلئ والدرر" لکھی گئی ہے، لیکن یہ کتاب نہایت سطحی ہے، ضرورت ہے کہ حافظ اور علامہ عینی کے ان مناقشات پر علمی طور پر محکم انداز سے بحث کی جائے اور پھر محاکمہ کیا جائے۔

حاصل یہ ہے کہ حافظ ابن حجر اور علامہ عینی کی یہ دونوں شرحیں امتِ مسلمہ کے قابلِ فخر کارناموں میں سے ہیں، ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے نقل کیا ہے کہ صحیح بخاری کی شرح کا دین امت کے ذمے ہے، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دین فتح الباری کے وجود میں آنے کے بعد ادا ہو چکا، جب کہ صاحبِ کشف الظنون کا کہنا ہے کہ یہ دین فتح الباری اور عمدۃ القاری دونوں شرحوں سے ہی ادا ہوا ہے، فتح الباری کو بعض حدیثی مباحث میں فوقیت حاصل ہے، جب کہ مجموعی طور پر تمام ابحاث میں توسع، حسنِ ترتیب اور استقصاءِ مباحث کے اعتبار سے عمدۃ القاری فتح الباری سے فائق ہے۔

جزى الله العينى وابن حجر رحمهما الله تعالىٰ عنا وعن اهل العلم خاصة وسائر المسلمين عامة خيراً